ریفرینس نمبر:**Pin 6243**

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تاریخ:**28-07-2019**

# شہید قرآنِ پاک اور دیگر مقدس اوراق کو جلا دیا جائے یا کیا کیا جائے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ شہید قرآن پاک اور دیگر مقدس اوراق کو جلانا، جائز ہے یا نہیں؟ اگر جلانا، جائز نہیں، تو ان کو محفوظ کرنے کا بہتر طریقہ کون سا ہے؟

**سائل: شیخ کامران (راولپنڈی)**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب**

جو قرآن پاک اور کُتب کے وہ حصے جن پر کوئی آیت لکھی ہو، قابل استعمال نہ رہے ہوں، ان کو جلانا شرعاً جائز نہیں، اسی طرح کاغذات اور کتب کے وہ حصے جن پر احادیث، اللہ تعالیٰ، رُسُل یا ملائکہ کے اسماء ہوں اور قابل استعمال نہ رہے ہوں ان اوراق کو بھی جلانے کی اجازت نہیں ہے، بلکہ ایسے مصاحف اور اوراق کے لیے بہتر یہ ہے کہ ان کو کسی پاک کپڑے وغیرہ میں لپیٹ کر زمین میں دفن کر دیا جائے اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ان پر بلا حائل مٹی نہ پڑے، بایں طور کہ ان اوراق سے جدا چھت کی طرح کوئی سل وغیرہ رکھ کر اس پر مٹی ڈال دی جائے اور اگر کوئی ایسی جگہ موجود نہ ہو یا کسی بھی وجہ سے دفن نہ کر سکتے ہوں، تو کثیر پاک پانی میں کوئی وزنی پتھر وغیرہ باندھ کر اس طرح ٹھنڈا کر دیا جائے کہ یہ اوراق پانی کی تہہ میں چلے جائیں، وہیں پر گل جائیں، لیکن پانی کی سطح پر ظاہر ہو کر کناروں پر نہ آئیں، جہاں ان کی بے ادبی ہو۔

اس کے علاوہ جو بھی متبرک و مقدس کاغذات، ریپرز یا لکھائی والے کاغذات و اخبار وغیرہ ہوں، جن سے آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ، اللہ تعالیٰ کے اسماء، رسل و ملائکہ کے اسماء کو محو کر دیا گیا ہو، ان کو جلا دینا جائز ہے۔

در مختار میں مقدس اوراق کے بارے میں ہے:"الکتب التی لا ینتفع بھا یمحی عنھا اسم اللہ و ملائکتہ و رسلہ و یحرق الباقی، ولا بأس بأن تلقی فی ماء جار کما ھی أو تدفن وھو أحسن کما فی الأنبیاء" اور کتابیں جو قابل انتفاع نہ رہیں، بوسیدہ ہو جائیں، ان سے اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور اللہ کے رسولوں کے نام مٹا دیے جائیں اور باقی کو جلا دیا جائے اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ انہیں اسی حالت میں جاری پانی میں بہا دیا جائے یا دفن کیا جائے اور دفن کرنا زیادہ بہتر ہے۔ جیسے کہ انبیاء کرام کو انتقال کے بعد دفن کیا جاتا ہے۔

"وھو أحسن کما فی الأنبیاء" کے تحت علامہ شامی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:"والدفن أحسن کما فی الأنبیاء و الأولیاء إذا ماتوا، و کذا جمیع الکتب إذا بلیت و خرجت عن الإنتفاع بھا اھ: یعنی أن الدفن لیس فیہ إخلال بالتعظیم، لأن أفضل الناس یدفنون، **وفی الذخیرۃ: المصحف إذا صار خلقاً وتعذر القراءۃ منہ لا یحرق بالنار، إلیہ أشار محمد وبہ نأخذ**، ولا یکرہ دفنہ، وینبغی أن یلف بخرقۃ طاھرۃ ویلحد لہ لأنہ لو شق ودفن یحتاج إلی إھالۃ التراب علیہ وفی ذٰلک نوع تحقیر إلا إذا جعل فوقہ سقف وإن شاء غسلہ بالماء أو وضعہ فی موضع طاھر لا تصل إلیہ ید محدث ولا غبار ولا قذر تعظیماً لکلام اللہ عزوجل اھ" یعنی ان مقدس اوراق کو دفن کرنا زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ انبیاء اور اولیاء کو انتقال کے بعد دفن کرنا زیادہ بہتر ہے اور اسی طرح تمام کتابوں کا حکم ہے، جب وہ بوسیدہ ہو جائیں اور ان سے نفع حاصل نہ کیا جا سکے اھ۔ یعنی ان کتابوں کو دفن کرنے میں ان کی تعظیم میں کوئی خلل نہیں ہوتا، اس وجہ سے کہ افضل لوگوں کو بھی دفن ہی کیا جاتا ہے اور ذخیرہ میں ہے کہ مصحف جب قابل استعمال نہ رہے اور اس سے پڑھنا متعذر ہو جائے تو اس کو آگ سے نہ جلایا جائے، اسی کی طرف امام محمد نے اشارہ کیا ہے اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں، اس کو دفن کرنا مکروہ نہیں ہے، البتہ مناسب یہ ہے کہ اس کو ایک پاک کپڑے میں لپیٹا جائے اور اس کے لیے لحد بنائی جائے، اس وجہ سے کہ اگر اس کے لیے شق (سیدھی قبر) بنائی گئی اور اس میں دفن کیا گیا تو اس پر مٹی ڈالنے کی طرف بھی محتاجی ہو گی اور اس میں ایک قسم کی تحقیر ہے، الّا یہ کہ اس کے اوپر چھت بنا دی جائے اور اگر چاہے تو اس کو پانی سے دھو دے یا اس کو کسی ایسی پاک جگہ پر رکھے، جہاں بے وضو و بے غسل کا ہاتھ، گرد و غبار اور گندگی نہ

پہنچے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تعظیم کی وجہ سے ہے۔

(الدر المختار مع رد المحتار، جلد 09، ص696، مطبوعہ پشاور)

سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "**احراق مصحف بوسیدہ و غیر منتفع علماء میں مختلف فیہ ہے اور فتوی اس پر ہے کہ جائز نہیں**، قال فی الفتاوی عالمگیریة: "المصحف إذا صار خلقا و تعذرت القراءة منه لا يحرق بالنار أشار الشيباني إلى هذا في السير الكبير و به نأخذ كما في الذخيرة" فتاوی عالمگیری میں فرمایا: جب مصحف پرانا اور بوسیدہ ہو جائے اور وہ پڑھے جانے کے لائق نہ رہے تو بھی اسے آگ میں نہ جلایا جائے، چنانچہ امام محمد شیبانی نے سیر کبیر میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے، لہٰذا اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں، کتاب ذخیرہ میں اسی طرح مذکور ہے۔

بلکہ ایسے مصاحف کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کرنا چاہیے۔ "فيها أيضا المصحف إذا صار خلقاً لا يقرأ منه و يخاف أن يضيع يجعل في خرقة طاهرة و يدفن و دفنه أولى من وضعه موضعا يخاف أن يقع عليه النجاسة أو نحو ذلك و يلحد له لأنه لو شق و دفن يحتاج إلى إهالة التراب عليه و في ذلك نوح تحقير إلا إذا جعل فوقه سقف بحيث لا يصل التراب إليه فهو حسن أيضا كذا في الغرائب" یعنی اسی (عالمگیری) میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب مصحف بوسیدہ ہو جائے اور اسے نہ پڑھا جا سکے اور یہ اندیشہ ہو کہ کہیں گر کر بکھر جائے گا اور بے ادبی ہونے لگے گی تو اسے کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی محفوظ جگہ دفن کر دیا جائے اور اسے دفن کرنا زیادہ بہتر ہے، بنسبت کسی ایسی جگہ رکھ دینے کے جہاں اس پر گندگی پڑے اور آلودہ ہو جائے اور لاعلمی میں پاؤں کے نیچے روندا جانے لگے، نیز اس کی تدفین کے لیے صندوقچی قبر کی بجائے بغلی قبر بنائی جائے، اس لیے کہ اگر صندوق نما قبر بنائی گئی تو دفن کرنے کے لیے اس پر مٹی ڈالنے کی ضرورت پیش آئے گی اور یہ عمل بھی ایک لحاظ سے بے ادبی والا ہے، ہاں اگر مصحف شریف کو قبر میں رکھ کر اوپر چھت بنا دی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے اور نہ اس تک مٹی پہنچے تو بھی اچھی تدبیر ہے، اسی طرح فتاوی الغرائب میں مذکور ہے۔

اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہ احراق واقع ہوا، کما فی حدیث البخاری، بغرض رفع فتنہ و فساد

تھا اور بالکلیہ رفع اس کا اسی طریقہ پر منحصر کہ صورت دفن میں ان لوگوں سے جنہیں مصاحف محرقہ اور ان کی ترتیب خلاف واقع پر اصرار تھا، احتمال اخراج تھا، بخلاف ما نحن فیہ کہ یہاں مقصود حفظ مصاحف ہے، بے ادبی اور ضائع ہو جانے سے اور یہ امر طریقۂ دفن میں کہ مختار علماء ہے کما مر بنہج أحسن، حاصل۔ **البتہ قواعد بغدادی و ابجد اور سب کتب غیر منتفع بہا ماورائے مصحف کریم کو جلا دینا بعد محو اسمائے باری عز اسمہ اور اسمائے رسل و ملائکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم اجمعین کے جائز ہے۔**

(فتاوی رضویہ، جلد23، ص338تا340، رضا فاؤنڈیشن، لاهور)

وقار الفتاوی میں ہے: "قرآن پاک کے بوسیدہ اور پرانے اوراق اور وہ اخبارات جن پر قرآنی آیات و احادیث وغیرہ لکھی ہوئی ہوتی ہیں، ان کو جمع کرنا اور اس کے بعد ایک مقام پر دفن کر دینا یا کھلے پانی جیسے سمندر یا دریا وغیرہ میں پتھر باندھ کر ڈال دینا سب سے زیادہ مناسب ہے۔"

(وقار الفتاوی جلد2، ص100، بزم وقار الدین، کراچی)

سیدی اعلیٰ حضرت ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: "ادب و اجلال جہاں تک ممکن ہو بہتر ہے۔ فتح القدیر میں ہے: "کل ما کان فی الأدب والإجلال کان حسناً" ہر وہ کام جو ادب و احترام میں داخل ہو وہ اچھا ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد23، ص405، رضا فاؤنڈیشن، لاهور)

**واللہ اعلم** عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

**کتبـــــــــــــــــــــــہ**

**المتخصص فی الفقہ الاسلامی**

**عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ**

24ذو القعدۃ الحرام1440ھ28جولائی2019ء

**الجواب صحیح**

**مفتی محمد قاسم عطاری**

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج daruliftaahlesunnat/ اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جا سکتی ہے